انتخابِ اعلیٰ حضرت

(اوّل)

نعت گو شعراء کا انتخابی سلسلہ

(۸)

مصنّفہ

اعلیٰحضرت

مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی

مرتبین

ساجد صدیقی ـــــــ و آلی آسی

یکے از مطبوعات مکتبۂ دین و ادب۔ کچا احاطہ۔ لکھنؤ

قیمت ساٹھ پیسے

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حرفِ آغاز

"نعت گو شعراء کے انتخابی سلسلہ" کا یہ آٹھواں مجموعہ "ہم انتخاب اعلیٰ حضرتؒ" (اوّل) مصنفہ مجدد ملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلویؒ ارباب بصیرت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرتؒ نے تقریباً ایک صدی پہلے اردو کی نعت گوئی کو اپنے علم و فضل سے نہ صرف یہ کہ مالا مال کیا بلکہ عام سطح سے ہٹ کر ایک ایسے معیار سے ہم آہنگ کیا جو اس سے پہلے مشکل ہی سے کسی اور کے یہاں ملتا ہے ـــــــ "رکاکت" اور "بازاریت" سے آپ کے کلام کو دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے۔ آپ کے یہاں کہیں شوکت الفاظ، اور پاکیزگی خیال کی فراوانی نظر آئے گی اور کبھی انداز بیان کا والہانہ پن تڑپنے اور سر دھننے پر مجبور کر دیگا۔

تو یوں تو اعلیٰ حضرتؒ کا تمام کلام نعت گوئی کے معیار کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے لیکن انتخاب اس معیار کی روح ہے ـــــــ عرصہ سے تشنگان نعت میں اعلیٰ حضرتؒ کے مختصر اور منتخب کلام کی کمی محسوس کی جا رہی تھی۔ ایسی کمی کے پیش نظر "انتخاب اعلیٰ" کی تدوین عمل میں آئی ـــــــ ہمارا انتخاب جامع ہے اس کا جواب ہر ... سے ملے گا اس لئے یہ قبل از وقت ہو گا کہ ہم اس انتخاب کے بارے میں مزید کچھ کہنے کی جرأت کریں۔

مرتبین

ساجد صدیقی • والی آسی

ترتیب

عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

حرم و طیبہ و بغداد

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجیے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

مجھکو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یو ہی
کہ وہی نا وہ رضا بندۂ رسوا تیرا

مدینہ ہے ہمارا

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدمؑ جدِ اعلیٰ ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیدِ عالم
اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

خم ہو گئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

اس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدرِ کرارؓ کہ مولیٰ ہے ہمارا

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفوں شہِ بطحا ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہِ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضاؔ جس پہ مدینہ ہے ہمارا

موری نیّا پار لگا جانا

○

لَمَعَاتِ نَظِیرِکَ فِی نَظَرٍ شُمْ تم نہ شنیدہ اجانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھکو شہ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی من بے کس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیّا پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِی چو بطیبہ رسی عرضے بہ کنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْہِ الْاَجْمَلْ خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

یا قافلتی جیدی ازلق

یاقافلتی زیدی اجلک رحمے بر حسرت تشنہ لباک

مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

واھا لسویعات ذہبت ال عہد حضور بار گہت

جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینہ کا جانا

القلب شج والھم شجون دل زار چناں جاں زیر چنوں

پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

الروح فداک فزد حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا

مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

بس خامۂ خام نوائے رضاؔ نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا

ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

۱۔ واھا: ہائے

سویعۃ۔ ساعۃ کی تصغیر۔ جمع سویعات
گھڑیاں

ذہبت۔ اچھی گزر گئیں

ماہ کامل

نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا — حضورِ خاکِ مدینہ کشیدہ ہونا تھا

اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا — کنارِ خاکِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا

حضور ان کے خلافِ ادب تھی بیتابی — مری امید تجھے آرمیدہ ہونا تھا

نظارہ خاکِ مدینہ کا اور تیری آنکھ — نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا

یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں — عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہ کامل کو — سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی — کہ صبحِ گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

بجا تھا عرش پہ خاکِ مزارِ پاک کو ناز — کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خودی سے رہیدہ ہونا تھا

گل و ریحانِ عرب

○

اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب
پاک ہیں لوثِ خزاں سے گل و ریحانِ عرب

جوششِ ابر سے خونِ گلِ فردوس گرے
چھیڑ دے رگ کو اگر خارِ بیابانِ عرب

عرش سے مژدۂ بلقیسِ شفاعت لایا
طائرِ سدرہ نشیں مرغِ سلیمانِ عرب

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
یوسفستاں ہے ہر اک گوشۂ کنعانِ عرب

بزمِ قدسی میں ہے یادِ لبِ جاں بخشِ حضور
عالمِ نور میں ہے چشمۂ حیوانِ عرب

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسروِ خیلِ ملک خادمِ سلطانِ عرب

بلبل و نیلپر و کبک بنو پروانو
مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب

حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ ہے خود حسنِ ازل طالبِ جانانِ عرب

کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسانِ عرب

برائے محمدؐ

○

زہے عزت و اعتلائے محمدؐ — کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمدؐ

مکاں عرش ان کا فلک فرش اُن کا — ملک خادمانِ سرائے محمدؐ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر — خدائے محمدؐ برائے محمدؐ

محمدؐ برائے جنابِ الٰہی — جنابِ الٰہی برائے محمدؐ

بسی عطرِ محبوبیٔ کبریا سے — عبائے محمدؐ قبائے محمدؐ

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر — محمدؐ محمدؐ خدائے محمدؐ

محمدؐ کا دم خاص بہرِ خدا ہے — سوائے محمدؐ برائے محمدؐ

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے — جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمدؐ

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت — بڑھی کس تزک سے دعائے محمدؐ

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا — دلہن بن کے نکلی دعائے محمدؐ

رضاؔ پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے ربِّ سلِّم صدائے محمدؐ

سلطانِ زمن پھول

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اس غنچۂ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول

دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول

شب یاد تھی کن دانتوں کی شبنم کہ دمِ صبح
شوخانِ بہاری کے جڑاؤ ہیں کرن پھول

دندان و لب و زلف و رخِ شہ کے فدائی
ہیں درِّ عدن لعلِ یمن مشکِ ختن پھول

ہوں بارِ گنہ سے نہ خجل دوشِ عزیزاں
للہ مری نعش کر اے جانِ چمن پھول

کیا غازہ ملا گردِ مدینہ کا جو ہے آج
نکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول

کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

چشم پوشی و کرم

باٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
یا الٰہی کیوں کر اتریں پار ہم

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم

تم کرم سے مشتری ہر عیب کے
جنس نا مقبول ہر بازار ہم

دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم
دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

لغزش پا کا سہارا ایک تم
گرنے والے لاکھوں ناہنجار ہم

دم قدم کی خیر اے جان مسیح
در پہ لائے ہیں دل بیمار ہم

اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور
جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم

ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

ہمت اے ضعف ان کے در پر گر کے ہوں
بے تکلف سایۂ دیوار ہم

با عطا تم شاہ تم مختار تم
بے نوا ہم زار ہم ناچار ہم

اپنی ستاری کا یارب واسطہ
ہوں نہ رسوا بر سر دربار ہم

چشم پوشی و کرم شان شما
کار ما بے باکی و اصرار ہم

نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک
ہیں غلامان شہ ابرار ہم

ان کے آگے دعوئ ہستی رضاؔ
کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

ذوقِ بے خودی

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفےٰؐ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

قصرِ دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روحِ قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

میں نے کہا کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں
صبح نے نور مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں

ہائے رے ذوقِ بے خودی دل جو سنبھلنے سا لگا
چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں

دل کو ہے فکر کس طرح مردے جلاتے ہیں حضورؐ
اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں

باغ میں شکرِ وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے اُن کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے
لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضاؔ کہ یوں

تری گلی سے جائے کیوں؟

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تری گلی سے جائے کیوں

رخصتِ قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سائے میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

بار نہ تھے حبیبؐ کو پالتے ہی غریب کو
روئیں بجواب نصیب کو چین گھو گنوائے کیوں

یادِ حضورؐ کی قسم غفلتِ عیش ہے ستم
خوب ہیں قید غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

جان ہے عشق مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا نازِ دوا اٹھائے کیوں

یا تو یونہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں
منتِ غیر کیوں اٹھائی کوئی ترس جتائے کیوں

سنگِ درِ حضورؐ سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِ غم سازِ طرب بجائے کیوں

دشتِ حرم

یادِ وطن ستم کیا دشتِ حرم سے لائی کیوں
بیٹھے بٹھائے بدنصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں

دل میں تو چوٹ تھی دبی ہائے غضب ابھر گئی
پوچھو تو آہِ سرد سے ٹھنڈی ہوا چلائی کیوں

چھوڑ کے اس حرم کو آپ بن میں ٹھگوں کے آ بسو
پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ لٹ گئی سب کمائی کیوں

باغِ عرب کا سروِ ناز دیکھ لیا ہے ورنہ آج
قمریٔ جانِ غمزدہ گونج کے چہچہائی کیوں

نام مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیمِ خلد
سوزشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں

ہو نہ ہو آج کچھ مرا ذکر حضور میں ہوا
ورنہ مری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں

عرض کروں حضور سے دل کی تو میرے خیر ہے
پیٹتی سر کو آرزو دشتِ حرم سے آئی کیوں

حسرتِ نو کا سانحہ سنتے ہی دل بگڑ گیا
ایسے مریض کو رضا مرگِ جواں سنائی کیوں

مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

○

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں
ہر چراغ مزار پر قدسی
کیسے پروانہ دار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں
لاکھوں قدسی ہیں کار خدمت پر
لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

مدینے کی آرزو

وہ کمالِ حسنِ حضورؐ ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

دو جہاں بہتریاں نہیں کہ امانیِ دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منھ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہدو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

یہ نہیں کہ خلد نہ ہو نکو وہ نکوئی کی بھی ہے آبرو
مگر اے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

ہے انھیں کے نور سے سب عیاں ہے انھیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابشِ مہر سے رہے پیشِ مہر یہ جاں نہیں

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ترا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروِ چماں نہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

کروں مدحِ اہلِ دوِل رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

پاسِ ادب

زائرو پاسِ ادب رکھو ہوس جانے دو
آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ان کو ترس جانے دو

سوکھی جاتی ہے امیدِ غربا کی کھیتی
بوندیاں لکۂ رحمت کی برس جانے دو

پلٹی آتی ہے ابھی وجد میں جانِ شیریں
نغمۂ قُم کا ذرا کانوں میں رس جانے دو

ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو ٹھہرو
گٹھریاں توشۂ امید کی کس جانے دو

دیدِ گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر
ہم صفیرو ہمیں پھر سوئے قفس جانے دو

آتشِ گل بھی تو بھڑکا ؤ ادب داں نالو
کون کہتا ہے کہ تم ضبطِ نفس جانے دو

یوں تنِ زار کے در پے ہوئے دل کے شعلو
شیوۂ خانہ بر اندازئ خس جانے دو

اے رضا آہ کہ یوں سہل کٹیں جرم کے سال
دو گھڑی کی بھی عبادت تو برس جانے دو

ہمارا نبیؐ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبیؐ
سب سے بالا و والا ہمارا نبیؐ

بزمِ آخر کی شمعِ فروزاں ہوا
نورِ اول کا جلوا ہمارا نبیؐ

جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطانِ والا ہمارا نبیؐ

بجھ گئیں جس کے آتے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبیؐ

عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں
سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبیؐ

خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبیؐ

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبیؐ

ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبیؐ

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبیؐ

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبیؐ

سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبیؐ

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبیؐ

جس نے مردہ دلوں کو دی عمرِ ابد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبیؐ

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبیؐ

شمع عشقِ حضورؐ

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں
کون ان جرموں پر سزا نہ کرے

دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے
ارے تیرا برا خدا نہ کرے

عذر امید عفو گر نہ سنیں
روسیہ اور کیا بہانہ کرے

دل میں روشن ہے شمع عشق حضورؐ
کاش جوش ہوس ہوا نہ کرے

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

دل سے اک ذوقِ مے کا طالب ہوں
کون کہتا ہے التقا نہ کرے

لے رضا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

وسعتِ عرش

○

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی
مشکل آسان الٰہی مری تنہائی کی

لاج رکھ لی طمعِ عفو کے سودائی کی
اے میں قرباں مرے آقا بڑی آقائی کی

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے اُمّی تری دانائی کی

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم النجم میں ہے آپ کی بینائی کی

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

تنگ ٹھہری ہے رضا جس کے لئے وسعتِ عرش
بس جگہ دل میں ہے اس جلوۂ ہرجائی کی

گرمیٔ محشر

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائیں گے

کشتگان گرمی محشر کو وہ جان مسیح
اپنے دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صرصر جوش بلا سے جھلملاتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

مدینے کے خطّے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضاؔ نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

بیکس نواز

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیلؑ کا گلِ زیبا کہوں تجھے

حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہہ کہوں
جانِ مراد و کانِ تمنا کہوں تجھے

گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے

صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دوں شرف
بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

بے داغ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں
بے خار گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے جرم کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے

اس مردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثنا خواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہیں کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

بازارِ عمل

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رسائی ہو
گر اُن کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہو

سر نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

یوں تو سب اُنھیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل بھی خاص اُن کی کمائی ہے

بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولا
رو رو کے شفاعت کی تمہید اُٹھائی ہے

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حرص و ہوسِ بد سے دل تو بھی ستم کر لے
تو ہی نہیں بیگانہ دنیا ہی پرائی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف اُن کی رسائی ہے صرف اُن کی رسائی ہو

خدا کے خورشید

اُٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

انھیں کی بُو مایۂ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں انھیں کی رنگت گلاب میں ہے

سیہ لباسانِ دار دنیا و سبز پوشانِ عرشِ اعلیٰ
ہر اک ہے اُن کے کرم کا پیاسا یہ فیض انکی جناب میں ہے

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

گنہ کی تاریکیاں ہیں چھائیں اُمنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب مانگے رضا بھی کوئی حساب میں ہے

در تہنیت شادی اسریٰ

○

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی اُنکے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلیٔ ذاتِ بحت کے تھے

خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آ رہا کان پر ڈھلک کر
پھوار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حسن تزئیں وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آب رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے

پرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تار نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بار دے تھے

غبار بنکر نثار جائیں کہاں اب اُس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

اُتار کر اُن کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے
بچا جو تلووں کا اُن کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولھا کی پائی اُترن وہ پھول گلزار نور کے تھے
خبر یہ تحویلِ مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے
تجلیِ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے
جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے
ابھی نہ آئے تھے پشت زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے
عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دم خوردہ کا بھڑکنا
شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے
ہجوم اُمید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انھیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے
ابھی جو گرد رہ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کے رہ گزر کی
اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

بُراق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنیٔ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

نقاب اُلٹے وہ مہرِ انور جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

یہ جوششِ نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ دھل گیا نامِ ریگِ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بُلبلے تھے

وہ ظلِ رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ آئی
سواری دولھا کی دور پہونچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن۔ کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر تھک کر چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے

قوی تھے مرغان وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے

سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف ترے تھے

یہ سن کے بیخود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلی گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضور خورشید کیا چمکتے چراغ منھ اپنا دیکھتے تھے

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیمؑ پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمدؐ قریں ہو احمدؐ قریب آ سرور ممجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغ این و متی کہاں تھا نشان کیف و الی کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا اُدھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلّیٰ کے سلسلے تھے

ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہو میں اُبھرا
دنیٰ کی گردن میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اتارا
بھرا جو مثلِ نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

اُٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کی باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط و اصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعفِ تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

ادھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں ادھر سے انعامِ خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پرنور میں پڑے تھے

زباں کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سُنی تھی سُن چکے تھے

وہ برجِ بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

سرورِ مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے
یہ جوشِ ضدین تھا کہ پودے کشاکشِ ارہ کے تلے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کرکے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے

نبیِ رحمت شفیعِ اُمت رضا پہ للہ ہو عنایت
اُسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا روی تھی کیا کیسے قافیے تھے

تری یاد سے معمور رہا

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلمدان گیا
لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولا مرے آقا ترے قربان گیا
آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنّا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پُر ارمان گیا
دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للّٰہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہونچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

مظہر کامل

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خداوندا خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

دکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی
کھٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

صفِ ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہگارو چلو مولا نے در کھولا ہے جنت کا

ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردشِ چشم شفاعت کا

خم زلف نبی ساجد ہے محراب دو ابرو میں
کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کاران امت کا

مدد اے جوششِ گریہ بہا دے کوہ اور صحرا
نظر آ جائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا

جنھیں مرقد میں تا حشر امتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کر [illegible] ان [illegible] صدقہ [illegible]

ضیائے خستہ [illegible]ش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آ جائے گا دامن اُن کی رحمت کا

حسن و ادا کی قسم

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالق ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

سب غم بھلا دیئے ہیں

اُن کی جھلک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جلا دیئے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

اسریٰ میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں

اللہ! کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا؟
رو رو کے مصطفےٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

مُلکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

اے خارِ طیبہ

○

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

کانٹا مرے جگر سے غمِ روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو

کہتی تھی یہ براق سے اسکی سبک روی
یوں جائیے کہ گردِ سفر کو خبر نہ ہو

ایسا گما دے ان کی ولا میں خدا ہمیں
ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

طیرِ حرم میں یہ کہیں رشتہ بپا نہ ہوں
یوں دیکھیے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو

اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو

ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے

کس کے جلوے کی جھلک ہے یہ اجالا کیا ہے
ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے

ناہرِ اُن کا ہیں گنہ گار وہ میرے شافع
اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے

ق

بے بسی ہو جو مجھے پرسش اعمال کے وقت
دوستوں کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہے

کاش فریاد مری سن کے یہ فرمائیں حضورؐ
ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے

کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے

کس سے کہتا ہے کہ للہ خبر لیجے مری
کیوں ہے بیتاب یہ بے چینی یہ رونا کیا ہے

اس کی بے چینی سے ہے خاطر اقدس پہ ملال
بے کسی کیسی ہے پوچھو کوئی گزرا کیا ہے

یوں ملائک کریں معروض کہ اک مجرم ہے
اس سے پرسش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے

سامنا قہر کا ہے دفتر اعمال ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہ رسلؐ
بندے بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے

اب کوئی دم میں گرفتار بلا ہوتا ہوں
آپ آ جائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

سن کے یہ عرض مری بحرِ کرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے

کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو
ہم بھی تو آ کے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے

ان کی آواز پہ بے ساختہ کر اٹھوں میں شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے

لو وہ آیا مرا حامی مرا غمخوار امم
آ گئی جاں تنِ بے جاں میں یہ آنا کیا ہے

پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپا لیں سرور
اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے

چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم
حکمِ والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے

یہ سماں دیکھ کے محشر میں اٹھے شور کہ واہ
چشمِ بد دور ہو کیا شان ہے رتبہ کیا ہے

صدقے اس رحم کے اس سایۂ دامن پہ نثار
اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے

اے رضا جانِ عنادل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

سرگرم شفاعت

نہ عرش ایمن نہ انّی ذاہب میں میہمانی ہے
لطفِ اُدنُ یا احمدؐ نصیبِ لن ترانی ہے

نصیبِ دوستاں گر اُن کے در پر موت آنی ہو
خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے

ابھی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں!
اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

ہر اک دیوار و در پر مہر نے کی ہے جبیں سائی
نگارِ مسجدِ اقدس میں کب سونے کا پانی ہے

جہاں کی خاکروبی نے چمن آرا کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

شہا کیا ذات تیری حق نما ہے فردِ امکاں میں
کہ تجھ سے کوئی اوّل ہے نہ ترا کوئی ثانی ہے

تعالی اللہ استغنا ترے در کے گداؤں کا
کہ اُن کو عار فرِّ شوکتِ صاحب قرانی ہے

وہ سرگرم شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کو عطرِ صندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے

یہ سر ہو اور وہ خاکِ در وہ خاکِ در ہو اور یہ سر
رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروڑوں درود
دافعِ جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود

جان و دلِ اصفیا تم پہ کروڑوں درود
آب و گلِ انبیا تم پہ کروڑوں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا
سینے پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود

غایت و علت سبب بہرِ جہاں تم ہو سب
تم سے بنا تم بنا تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروڑوں درود

کیا ہے جو بے حد ہیں لوث تم کو ہو غیث اور غوث
چھینٹے میں ہو گا بھلا تم پہ کروڑوں درود

وہ شبِ معراج راج وہ صفِ محشر کا تاج
کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروڑوں درود

نُحۡتَ فَلَاحَ الۡفَلَاح رُحۡتَ فَرَاحَ الۡمَرَاح
عُدۡ لِیَعُوۡدَ الۡھَنَا تم پہ کروڑوں درود

جان و جہانِ مسیح داد کہ دل ہے جریح
نبضیں چھٹیں دم چلا تم پہ کروڑوں درود

اُف وہ رہِ سنگلاخ آہ یہ پا شاخ شاخ
اے مرے مشکل کشا تم پہ کروڑوں درود

تم سے کھلا بابِ جود تم سے ہے سب کا وجود
تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود

خستہ ہوں اور تم معاذ بستہ ہوں اور تم ملاذ
آگے جو شہ کی رضا تم پہ کروڑوں درود

گرچہ ہیں بےحد قصور تم ہو عفو و غفور — بخش دو جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود

مہر خدا نور نور دل ہے سیہ دن ہے دور — شب میں کرو چاندنا تم پہ کروڑوں درود

تم ہو شہید و بصیر اور میں گنہ پر دلیر — کھول دو چشم حیا تم پہ کروڑوں درود

چھینٹ تمہاری سحر چھوٹ تمہاری قمر — دل میں رچا دو ضیا تم پہ کروڑوں درود

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور — لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروڑوں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز — ایک تمہارے سوا تم پہ کروڑوں درود

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس — بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں درود

طارم اعلیٰ کا عرش جس کف پا کا ہے فرش — آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

کہنے کو ہیں عام و خاص ایک تمہیں ہو خلاص — بند سے کر دو رہا تم پہ کروڑوں درود

تم ہو شفائے مرض خلق خدا کی غرض — خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروڑوں درود

آہ وہ راہ صراط بندوں کی کتنی بساط — المدد اے رہنما تم پہ کروڑوں درود

بے ادب و بے لحاظ کر نہ سکا کچھ حفاظ — عفو پہ بھولا رہا تم پہ کروڑوں درود

لو تہ دامن کہ شمع جھونکوں میں ہے روز جمع — آندھیوں سے حشر اٹھا تم پہ کروڑوں درود

سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ — طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروڑوں درود

گیسو و قد لام الف کردو بلا منصرف — لا کے تہ تیغ لا تم پہ کروڑوں درود

تم نے برنگ فلق جیب جہاں کر کے شق — نور کا تڑکا کیا تم پہ کروڑوں درود

نوبتی در ہیں فلک خادم در ہیں ملک — تم ہو جہاں بادشا تم پہ کروڑوں درود

خلق تمہاری جمیل خلق تمہارا جلیل — خلق تمہاری گدا تم پہ کروڑوں درود

طیبہ کے ماہ تمام جملہ رسل کے امام — نوشہ ملک خدا تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروڑوں سلام
تم پہ کروڑوں ثنا تم پہ کروڑوں درود

تم ہو جواد و کریم - تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم
تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروڑوں درود

شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم
درد کو کر دو دوا تم پہ کروڑوں درود

زور دہ نارساں تکیہ گہ بے کساں
بادشہ ماورا تم پہ کروڑوں درود

میرے کرم کی بھرن کھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروڑوں درود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پہ فدا تم پہ کروڑوں درود

ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
ایسوں کو ایسی غذا تم پہ کروڑوں درود

گرتے کو ہوں روک لو غوطہ لگے ہاتھ دو
ایسوں پر ایسی عطا تم پہ کروڑوں درود

اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروڑوں درود

کرکے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود

کردو عدو کو تباہ حاسدوں کو رو بہ راہ
اہل ولا کا بھلا تم پہ کروڑوں درود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروڑوں درود

کام غضب کے کئے اس پہ ہے سرکار سے
بندوں کو چشم رضا تم پہ کروڑوں درود

آنکھ عطا کیجئے اس میں ضیا دیجئے
جلوہ قریب آ گیا تم پہ کروڑوں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

حاضر ہیں السلام

شکرِ خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

ماہِ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

اُن پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
اُن پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

اُن پر درود جن کو کسِ بے کساں کہیں
اُن پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ بارگاہ مالکِ جن و بشر کی ہے

شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام
خوبی انھیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے

سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام
تملیک انھیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے

سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام
کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے

عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام
ملجا یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے

شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام
راحت انھیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے

خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام
مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے

سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ جلوہ گاہ مالکِ ہر خشک و تر کی ہے

سب کرّ و فر سلام کو حاضر ہیں السلام
ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کرّ و فر کی ہے

اہلِ نظر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہلِ نظر کی ہے